Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دہم — جلد پنجم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مہمہ محدثین اہل السنۃ

بابت ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ مطابق اکتوبر ۱۸۸۲ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات ومراتب خریداران		تفصیل خریداران بشرح مراتب	بابت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اعلیٰ قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب رئیس	لاوینگے	لے
۲	عالی قیمت	گورنمنٹ انگریزی وممتاز عہدہ داران گورنمنٹ وعمائد ومنیجر ولائبریری اور سوسائٹی ہا	یہ	لے
۳	عالی قیمت	متوسط اہل وسعت	لے	
۴	ادنیٰ قیمت	کم وسعت بودس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پیشگی داخل کریں	لے	آدھا
۵	ادنیٰ قیمت	پوسعت چودس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں۔	نذر آفرت	دفاع غیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہاں رسالہ بدون ضمیمہ ملیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتوں کی تفصیل دلیل رسالہ میں مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برادری ناظرین ممکن نہیں اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہیں ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاروبار ی ممکن ہے۔

جنکے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بادرخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینہ کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہ ہو وہ اصل رسالہ یا جزو اسکا ضمیمہ واپس کردین۔

خط وکتابت متعلق پرچہ رقم کے نام پورے عنوان ونشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے۔

راقم ابوسعید محمد حسین۔ لاہور محلہ سید مٹھہ

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

معاشرت

اسلام کو جیسکہ مذہب (متعلق اخلاق و عبادات) کی اصلاح پیش نظر ہے ویسی ہی درستی معاشرت اُس کو مدنظر ہے۔ گویا مذہب و معاشرت یا یون کہو کہ دین و دُنیا اسلام کی نظر مین توأمین (جوڑ دین پیدا ہوئی وے دو بچے) ہین جنکا رشتہ کبھی ٹوٹ نہین سکتا۔ اسی نظر سے اسلام نے جیسے اصول اخلاق و عبادات کی تعلیم کا التزام کیا ہے ویسا ہے بلکہ اس سے بڑھکر اصول معاشرت کی تعلیم کا اسلام کو التزام ہے۔

اسکی تفصیل ناظرین کو اشاعۃ السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد ۴ سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

اشاعۃ السُنہ جو اسلام کا ایک خادم یا مُبلّغ احکام ہے اسلام کے اخلاقی و اعتقادی احکام کی تبلیغ تو بہت کچھ کر چکا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہیگا۔ مگر احکام متعلق معاشرت کی تبلیغ مین وہ ابتک سرگرمی سے متوجہ نہین ہوا۔ لہذا اب اِسکو ہر طرف توجہ ہوئی ہے کہ اخلاقی و اعتقادی اصول اسلام کے ساتھہ وہ اسمو معاشرت اسلام کے بھی تبلیغ کرے۔ اور جو اہل اسلام کی معاشرت مین اوہام یا اقوام غیر کی عبادات یا رسوم کے اختلاط سے فساد واقع ہو گیا ہے اِسکی اصلاح عمل مین لاوے۔

نظر بران سر دست چند امور معاشرت مین اہل اسلام کو اصلی احکام اسلام کی تبلیغ کرتا ہے۔ اسی طرح آئندہ بھی وقتاً فوقتاً اِس تبلیغ مین کوشش کریگا انشاء اللہ تعالیٰ

(۱) **مثلاً ازدواج** ایک عمدہ وسائل ترقی اخوی معاشرت سے ہے جسمین روحانی اصلاح بھی مدنظر ہے اسمین مسلمانون نے کچھہ تو اپنے اوہام و خیالات سے اور کچھہ اپنے ہمعصر اور ہم وطن اقوام غیر کی تقلید سے ایسی رسوم و قیود لگا رکھی ہین جنسے وہ عمدگی و

وشایستگی متبدل بفساد وخرابی ہو رہی ہے۔

ازانجملہ ایک رسم اسمین چہٹپن مین لڑکون کی شادی کرنے کی ہے جسمین اہل اسلام کی نہ صرف معاشرت ہی تباہ ہوتی ہے بلکہ انکے مذہب واخلاق کی بہی اس سے تباہی متصور ہے۔

اور ازانجملہ ایک قید اسمین قومیت (بلالحاظ دیانت ولیاقت وذاتی شرافت) کی ہے جس سے نالایق متزوجین کا نکاح بمنزلہ دوام حبس یا عبور دریائے شور ہو جاتا ہے۔

اور ازانجملہ اُن شادیون مین حاجت سے بڑہ کر کہانا کہلانے کی رسم ہے جس سے مسلمان دین ودنیا مین ذلیل وخوار ہو گئے ہین۔

اشاعۃ السُنہ ان سب قیود ورسوم پر بطور سوال وجواب بحث کریگا اور مسلمانون کو اُنکے ہادی ورہنماے (خدا تعالیٰ ورسول مصطفیٰ) کے اصلی وصحیح صحیح احکام پُہنچا دیگا۔

(۴) تجارت۔ وزراعت۔ وملازمت۔ وغیرہ معاملات باہمی حکام ورعایا بہی حسن معاشرت کے اصل اُصول سے ہین۔ مسلمانون کو انمین بہی اوہام وعادات غیر اقوام نے مرکز صلاح واعتدال سے ہٹا رکہا ہے کوئی انمین افراط مین مبتلا ہے کوئی تفریط مین کوئی مساہلت پر ہے کوئی تشدید مین۔

اشاعۃ السُنہ پرچہ ہا آئندہ مین ان مسائل مین بہی اسلام کی اصلی ہدایات واحکام کو معرض بیان مین لاویگا۔

اِس بحث وبیان سے یہہ بہی مقصود ہے کہ جو لوگ (نیچری وغیرہ) اسلام کو دُنیاوی ترقی کا مانع ومزاحم سمجہتے ہین اور اس خیال خام وگمان ناتمام سے وہ اسلام کے اصلی وصحیح مسائل کی بہی بیخکنی کر رہے ہین گویا وہ اسلام کو شارت (مختصر) کرتے ہین اپنی غلطی خیال پر مطلع ہو جاوین اور اس سوءظنی سے باز آوین۔

اشاعۃ السنہ
جلد ۵
نمبر ۱

چھوٹے لڑکون کی شادی

ہمارے دیار ہند مین اہل اسلام مین (بہ تقلید ہنود) نابالغ لڑکون کی شادی کا ایسا رواج ہے کہ جوان ہوکر شادی کرنا گویا امر معیوب ہوگیا ہے۔ حتی کہ جس لڑکے کی چھٹپن مین شادی نہ ہوجائے اُسکو جوان ہوکر اپنی قوم مین مشکل سے رشتہ ملتا ہے۔

یہہ رسم مسلمانون کے مذہب و معاشرت دونون کو بہت ضرر و نقصان پہنچاتی ہے۔

اوّل ضرر اسکا یہہ ہے کہ لڑکا شروع سنہ بلوغ سے (جو اسکی تکمیل و تحصیل کا وقت ہوتا ہے) اپنے عیش مین مصروف ہوجاتا ہے جس سے وہ تحصیل علم و ہنر سے رہ جاتا ہے اور جب کچھہ اولاد ہوجاتی ہے تو وہ اس عیش کو بھی بھول جاتا ہے اور ٹکڑے کمانے کے فکر مین پڑجاتا ہے پھر اس بے علمی و نالائقی پہ بجز ٹوکری اُٹھانے یا دوچار روپیہ کی نوکری کرنے کے اور کچھہ نہین کرسکتا۔ پھر اسمین ایسا مصروف و مستغرق ہوتا ہے کہ مذہبی فرائض و حقوق (نماز روزہ) کے ادا کرنے سے بھی رہ جاتا ہے۔

اور اگر اہل اسلام اپنی اولاد کی پہلے دین و دُنیاوی علوم و فنون کی تعلیم کی تکمیل کرین پھر جب اِن علوم سے دینی و دنیوی نتائج پیدا کرین اور کسی اعلیٰ منصب دینی یا دُنیوی کو حاصل کرین تب اُنکے نکاح کا بندوبست کرین تو وہ اِس ذلت دُنیاوی و عذاب اخروی سے بچ سکین۔ جو لوگ اپنے بیٹون کی شادی کردینا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہین (جو خدا اور رسول کے نزدیک فرض نہین ہے) اور ہزارہا روپیہ خرچ کرکے اِس فرض کو ادا کرتے ہین۔ اگر وہ بجائے اِس خیالی فرض کے اِنکی تعلیم کو فرض سمجھہ کر وہی روپیہ یا اِس سے نصف یا ربع اِس تعلیم پر صرف کرین۔ اور شادی کرنا ان ہی کے ذمہ پر ڈالدین تو وہ اِس تعلیم کے ذریعہ سے عمدگی و شائستگی کے ساتھہ شادی کے

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

سامان و اسباب خود بہم پہنچالین اور ضرورت اور موقع دیکہہ کر اپنی شادی خود کرلین۔ ہمارے ہادی و رہنماے (خدا تعالیٰ اور اُسکے رسول) نے ہمکو یہہ کہین ترغیب یا اجازت نہین دی کہ ہم بدون حصولِ لیاقت اپنے لئے یا اپنے چہوٹے بچون کے لئے سب سے پہلے نکاح کی فکر کرین پہر جو دینی یا دُنیاوی لوازم و اسباب نکاح ہین انکی تلاش مین پڑین۔ بلکہ برخلاف اسکے صاف فرمایا ہے (چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین آچکا ہے)

عن عبد الله قال لنا رسول الله یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء (بخاری ص۷۵۸ مسلم ص۴۲۹)

کہ اے جوانون کی گروہ جو تم مین استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح آنکہہ و شرمگاہ کو بچاتا ہے۔ اور جسکو طاقت نہ ہو وہ روزہ رکھے اسکو وہی خصی کردیگا۔

شارحین حدیث نے کہا ہے کہ استطاعت کے یہہ معنے نہین کہ صرف قوۃ باہ رکہتا ہو۔ یہہ معنے ہوتے

فیه حذف مضاف ای مونة الباءة من المهر والنفقة لان قوله ومن لم یستطع عطف علی من استطاع ولو حمل الباء علی الجماع لم یستقم قوله فان الصوم له وجاء (مرقاة)

قلت (وانا ابو سعید) ومن اراد به قوة الجماع فسر الاستطاعة بقدرته علی مؤنة الجماع فلا خلاف حقیقة ومآلا قال النووی اختلف العلماء فی المراد بالباءة علی قولین یرجعان الی معنی واحد اصحهما المعنی اللغوی و

تو استطاعت نہ ہونے کی حالت مین آن حضرت خصی ہونے کے لئے روزہ رکہنے کا ارشاد نہ فرماتے کیونکہ جو قوت باہ نہین رکہتا وہ خود خصی ہوتا ہے۔ اسکو روزہ سے خصی کرنے کی کیا حاجت ہے بلکہ اس سے مراد یہہ ہے کہ وہ اس قوت کو کام مین لانے کے اسباب و سامان (زوجہ کا مہر و نفقہ وغیرہ) بہم پہنچا سکے۔ اور جس نے اس سے

هو الجماع فتقديره من استطاع منكم الجماع لقدرته على مؤنته وهي مؤن النكاح فليتزوج ومن لم يستطع لعجزه عن مؤنته فعليه بالصوم ليدفع شهوته الخ شرح مسلم

قوت اجماع مراد رکہی ہے اسکے نزدیک بھی جماع کی استطاعت سے یہی مراد ہے کہ وہ اُس کے سامان واسباب بہم پہنچا سکے۔

یہہ ارشاد نبوی اس ارشاد خداوندی کے مخالف نہین ہے جو سورۂ نور مین ہوا ہے

وانكحوا الايامى منكم والصالحين من عبادكم وامائكم ان يكونوا فقراء فسوف يغنيهم الله من فضله - (نور ع ۴)

کہ تم اپنے نیک غلامون اور لونڈیون کے نکاح کردو۔ اگر وہ فقیر ہین تو خدا انکو اپنے فضل سے غنی کردیگا۔

کیونکہ اس ارشاد مین یہہ بیان نہین ہے کہ وہ ایسے فقیر ہون جن مین مال پیدا کرنے کی اور خانہ داری کے سامان واسباب بہم پہنچانے کی طاقت ولیاقت بہی نہو بلکہ خدا یتعالیٰ کا انکو نیک کہنا۔ اور اپنے فضل سے انکو غنی کردینے کی بشارت ووعدہ دینا اس امر کی طرف اشارہ† کرتا ہے کہ ان مین غنی ہونے کی (جو نکاح کے لئے ایک

وليستعفف الذين لا يجدون نكاحا حتى يغنيهم الله من فضله (نور ع ۴)

لازم امر ہے) لیاقت موجود ہے۔ اسی نظر سے خدا یتعالیٰ نے اسکے ساتہہ ہی فرمایا ہے کہ جو لوگ نکاح اپنے کا سامان نہ پاوین وہ صبر کرین یہانتک کہ خدا یتعالیٰ انکو اپنے فضل سے غنی کردے۔

ایک حدیث مین ذکر ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا۔ آن

عن سهل بن سعد قال قامت امرأة فقالت يا رسول الله انها قد وهبت نفسها لك فلم يجبها۔ فقام رجل فقال يا رسول الله انكحنيها قال هل عندك من شيئ قال لا

حضرت نے ارشاد فرمایا تیرے پاس کچہہ مال ہے اس نے عرض کیا کچہہ نہین ہے آپ نے فرمایا جا کچہہ تلاش کر کچہہ نہ ہو تو لوہے کی انگوٹہی ہی سہی۔ وہ گیا پہر آیا

† اسلئے کہ نالائق فقیر کا نیک ہونا مشکل ہے کیونکہ بحکم کاد الفقر ان یکون کفرا اُسکا بیدین ہوجانا بہی ممکن ہے ۱۲ حاشیہ

قال اذهب فاطلب ولو خاتماً من حديد فذهب فطلب ثم جاء فقال ما وجدت شيئاً ولا خاتماً من حديد فقال هل معك من القرآن شئ قال هي سورة كذا وكذا قال اذهب فقد انكحتكها بما معك من القرآن صحیح بخاری ص۷۷۲۔

اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی۔ آن حضرت نے فرمایا تجھے کچھ قرآن کا بھی علم ہے۔ اسنے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ آن حضرت نے فرمایا ہم نے تجھ سے انکے سبب (یا عوض) اس عورت کا نکاح کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے لئے اوّل تو مال کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر مال نہ ہو تو علم بھی اسکے قایم مقام ہو سکتا ہے کیونکہ وہ غنا عاجل یا آجل دینی یا دنیوی کا ذریعہ ہے اور لیاقت کا وسیلہ۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت (فاطمہ بنت قیس) نے معاویہ اور ابوجہم سے نکاح کرنے کی بابت آن حضرت سے مشورہ چاہا تو آن حضرت نے فرمایا کہ ابوجہم تو ہر وقت اپنی لاٹھی کندھے پر رکھتا ہے۔

عن فاطمة بنت قيس قالت ذكرت لرسول الله ان معاوية بن ابي سفيان وابا جهم خطباني فقال رسول الله اما ابو جهم فلا يضع عصاه عن عاتقه واما معاوية فرجل معلوك لا مال له انكحي اسامة بن زيد (مسلم ص۴۸۳ جلد ۱)

یعنے عورتوں کو مارتا رہتا ہے۔ اور معاویہ مفلس ہے مالدار نہیں ہے۔ تو اسامہ بن زید سے نکاح کر۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لیاقت مالداری کے موجود ہونے پر بھی دم نقد مالداری کو ترجیح ہے۔ امیر معاویہ میں مالدار ہونے کی لیاقت تو ایسی تھی کہ انہوں نے حضرت علی مرتضی سے خلافت کو چھین لیا۔ اور اسلام میں اول الملوک کہلایا۔ پر دم نقد مالدار نہ ہونے کے سبب آن حضرت نے اسامہ بن زید کو ان سے مقدم کیا۔

ایک حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت نے سعد بن ربیع انصاری اور عبدالرحمن بن عوف (جو عشرہ مبشرہ سے تہی) رابطہ دوستی واخوت اسلامی کردیا تھا جس پر سعد نے

عن انس لما قدم عبد الرحمن بن عوف آخی النبی صلعم بینه وبین سعد بن الربیع الانصاری وعند الانصاری امرءتان فعرض علیه ان ینا صف اهله ومآله فقال بارک الله لک فی اهلک ومالک دلونی علی السوق فاتی السوق فربح شیئا من اقط وشیئا من سمن فراه النبی صلعم بعد آیام وعلیه وضر من صفرة فقال مهیم یا عبد الرحمن فقال تزوجت الضاریة

صحیح بخاری صفحہ ۷۵۹

چاہا کہ اپنی دو عورتون سے ایک کو طلاق دیکر عبدالرحمن بن عوف سے اسکا نکاح کرادے عبدالرحمن بن عوف نے جواب دیا کہ خدا تمہارے عیال مین تمہین برکت دے مجھے تم بازار بتاؤ۔ پس وہ بازار آئے۔ اور اسمین چند روز پنیر وگھی وغیرہ کی تجارت کی جب کچھ مال پیدا ہوا تو نکاح کرلیا۔

اس حدیث مین صاف بیان ہے کہ اکابر صحابہ باوجود لیاقت وکمال علمی نکاح پر جراءت نہ کرتے جب تک کہ کچھ مال واسباب نکاح بہم نہ پہنچا لیتے۔

بالجملہ ان احادیث سے ثابت ہے کہ بلا حصول لیاقت استطاعت اسباب وسامان نکاح نکاح کا طالب ہونا اور نادان ونالائق بچون کے پانون مین نکاح کی بیڑی ڈال دینا ہدایت بانی اسلام وسیرت سلف اہل اسلام کے مخالف ہے۔

افسوس اس ہدایت وسیرت اسلام واسلاف اسلام کو مسلمانون نے چھوڑ دیا اور غیر مذہب اقوام نے اسکو سیرت بنالیا۔

انگریزون کو دیکھو اپنی اولاد کی تعلیم کو (دینی نہ سہی دنیوی سہی) سب سے مقدم کرتے ہین۔ جسقدر ہمارے بھائی مسلمان اپنی اولاد کے بیاہ شادیون پر روپیہ خرچ کرتے ہین وہ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت مین صرف کرتے ہین۔ جب وہ تحصیل

علوم کی تکمیل کر لیتے ہین تو انکو تحصیل مال (بذریعہ نوکری و تجارت) کی طرف متوجہ کرتے ہین - جب وہ لاکھون یا ہزارون روپیہ کے مالدار ہوجاتے ہین تب شادی کا خیال کرتے ہین پہر اس لیاقت وجمعیت کے ذریعہ سے اس شادی سے بے فکری و خوشی کے ساتھہ کامرانی کرتے ہین - انگریزون مین ہزارون مین ایک ہوگا جو قبل تکمیل تحصیل و علم وزر کے شادی کر بیٹھا ہو پہر بیوی بچون کی تربیت و خبر گیری کے لئے نوکری اُٹھاتا ہو یا دو چار پانچ کی نوکری مین مارا مارا پہرتا ہو -

اور مسلمانون مین ہزارون ایسے ہین جنکے ماں باپ ہزارون روپیہ قرض اُٹھاکر انکی شادی کر دیتے ہین اور اُنکی تعلیم مین ایک روپیہ خرچ نہین کرتے - جب وہ بلوغت کو پہنچتے ہین تو چند روز عیش مین مصروف ہوتے ہین - جب باپ مرا یا بیکار ہوا اور اُنکے گہر مین کوئی لڑکا بالا پیدا ہوگیا تو اُنکو سب سے پہلے اس قرض کا غم ہوا جو اُنکی شادی پر اُٹھایا گیا تہا - باپ کا گہر تو اُسکے ادا کرنے مین فروخت ہوا پہر پیٹے کا پالا پڑا - پہر کسی نے گہڑیا کسی نے کلہاڑہ کسی نے کہرپہ کسی نے ٹوکرہ ہاتھہ مین لیا - اور رات دن سر پٹخا - پہر اتنا مال ہاتھہ مین نہ آیا جسمین کنبہ کا پیٹ بہرے - پہر رات دن میان کو بیوی نے اور بیوی بچون کو میان نے کوسنا شروع کیا کہ خدا تمہین غارت کرے جنہون نے ہمکو اس جنجال مین پہنسایا - کبہی اس نامہربان باپ کو (جس نے علم نہ سکہایا تہا) بہی کچہہ سُنا دیا کہ خدا اسکا جہنم گہر کرے جس نے ہمکو کسی لائق نہ بنایا اور بیاہ مین پہنسایا - اور کبہی اپنی ابتدا، جوانی کا جوش و عیش یاد آگیا - اور اس مصرعہ کو مرثیہ بنایا ؎ کہ عشق آسان نمود اول ولے اُفتاد مشکلہا -

اے مسلمانان اب بہی سمجہو - اپنے پیغمبر کی ہدایت و اپنے اسلاف کی سیرت پر چلو - اور اپنے حال زار پر کچہہ عبرت پکڑو اور رحم کرو -

دوسرا ضرر یہہ کہ چہٹپن مین طرفین (میان بیوی) کا اُن امور مین جو نکاح سے

مطلوب ہین (جیسے عورت کا کارروائی مرد کے لائق ہونا مرد کا عورت کے لائق ہونا عورت کی صورت کا مرد کو پسند ہونا - مرد کی صورت کا عورت کو پسند ہونا - مرد کا کماؤ (ادنی درجہ کا سہی) ہونا عورت کا امور خانہ داری مین ہوشیار ہونا دونون کا نیک چلن و پارسا ہونا وغیرہ وغیرہ) حال نہین کہلتا - اور بعد نکاح جب شباب کو پہنچتے ہین تو اُن اُمور مین طرفین نالائق نکلتے ہین - کبہی مرد نامرد کبہی عورت عورتون کے کام مین نالائق - کبہی مرد عورت کی صورت کو پسند نہین کرتا اور دوسری جگہہ نگاہ رکہتا ہے - کبہی عورت مرد کی صورت یا قامت شباب کو پسند نہین کرتی اور دوسری جگہہ خراب ہوتی ہے - وعلی ہذا القیاس - آخر نوبت طلاق ہوتی ہین یا عورت معلقہ رہ کر دوسری جگہہ خراب ہوتی ہے - مرد دوسری جگہہ - اور اگر عین شباب مین نکاح کرے اور طرفین ایک دوسرے کو دیکہہ لین اور اُس وصف کا جسکی طلب رکہتے ہین ایک دوسرے مین معائنہ مشاہدہ و تجربہ کرلین تو یہہ مفاسد کیون پیدا ہون -

اسی نظر سے بانی اسلام و ہادی اسلام (علیہ التحیہ والسلام) نے نکاح کرنے کا حکم اہل شباب کو دیا اور حدیث سابق الذکر مین اُن ہی کو اس حکم مین بہ لفظ یا معشر الشباب مخاطب کیا - اور صاف ارشاد کیا جسمین اِس کام کے لئے قوت ہو اور وہ اِس قوت کے کام مین لانیکے لئے اسباب و سامان بہم پہنچانیکی طاقت رکہتا ہو وہ نکاح کرے -

ایک حدیث مین آیا ہے تم مین سے جب کوئی کسی عورت سے نکاح کا پیام کرے تو جس بات یا جس وصف کی نظر سے وہ اِسکا نکاح چاہتا ہے اِس بات کو اِسمین دیکہہ سکے تو دیکہہ لے - راوی حدیث (جابر بن عبد اللہ صحابی) کہتا ہے مین نے ایک عورت سے نکاح کا پیام کیا - پس مین چہپ چہپ کر دیکہہ لیا کرتا جو

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ اذا خطب احدکم المرأۃ فان استطاع ان ینظر الی ما یدعوہ الی نکاحہا فلیفعل - فخطبت جاریۃ فکنت اتخبا لہا

حتی رایت منها ما دعانی الی نکاحها و تزویجها۔ رواہ ابوداؤد والشافعی وعبدالرزاق والبزار وصححہ

جو مجھے اس سے مطلوب تھا۔ یہان چھپ کر دیکھنا اس لئے ہوگا کہ ظاہرا دیکھنے سے کوئی مانع ہوگا۔ اور اگر ظاہرا دیکھنے سے کوئی مانع نہ ہو تو ظاہرا دیکھنا بھی جایز ہے چنانچہ آن حضرت نے اس عورت کو (جس نے آن حضرت سے نکاح چاہا تھا پھر آپ نے خود نہ کیا اس شخص سے کر دیا جسکے پاس بجز علم قرآن کچھ نہ نکلا تھا) برملا دیکھا) صحیحین مین ہے کہ آن حضرت نے اسکی جانب زیر و بالا مین نظر کی۔

فصعد النظر فیها وصوبه (صحیح بخاری)

ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ مغیرہ نے ایک عورت سے نکاح کا پیام کیا آن حضرت نے اسکو حکم دیا کہ تو اسے دیکھ لے تاکہ تم مین موافقت رہے۔

عن المغیرة بن شعبة انه خطب الی امرأة فقال النبی صلعم انظر الیها فانه احری ان یؤدم بینکما۔ رواہ اکثر اصحاب السنن وابن حبان وصححہ

ایک اور حدیث مین آیا ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کا پیام کیا آن حضرت نے اسکو حکم دیا کہ اسکو دیکھ لے کیونکہ انصار کی آنکھ مین کچھ نقصان ہوتا ہے۔

عن ابی هریرة قال خطب رجل امرأة فقال النبی صلعم انظر الیها فان فی اعین الانصار شیئا۔ رواہ احمد ورواہ مسلم عن ابی حازم

اسی قسم کی اور بہت احادیث ہین جنکی تفصیل مین تطویل متصور ہے یہہ مردون کے لئے منکوحہ کے معائنہ کی اجازت و ترغیب ہے۔ عورتون کے لئے اگرچہ قبل از نکاح معائنہ ازوج کی اسقدر ترغیب پائی نہین گئی مگر جوان عورتون کو نکاح کرنے مین خود مختار بنانا اور ولی کو بلا اجازت جوان لڑکی کے نکاح کا اختیار نہ دینا۔ اور بحالت نارضامندی لڑکی کے ولایت ولی کو ساقط کر دینا صاف مظہر ہے کہ انکو بھی ایسا ہی معائنہ کا حق حاصل ہے۔ جسپر وہ اپنی رضا یا عدم رضا ظاہر کر سکین۔

ایک حدیث مین آیا ہے ایک جوان لڑکی نے آن حضرت کے پاس شکایت کی

عن ابن عباس ان جارية بكرا اتت رسول اللہ صلعم فذكرت ان اباها زوجها وهي كارهة فخيرها النبي صلعم رواه احمد وابوداؤد

کہ اسکے باپ نے اسکا ایک شخص سے نکاح کردیا تھا جسکو وہ پسند نہین کرتی آن حضرت نے اُسکو فسخ کا اختیار دیا۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله لا تنكح الايم حتى تستامر ولا البكر حتى تستاذن۔ رواه الشيخان وغيرہ۔

ایک حدیث مین عام ارشاد ہے کہ بیوہ عورت کا نکاح اسکے حکم کے سوائے نہ ہو اور باکرہ کا نکاح اسکے اذن کے سوائے نہو

بالجملہ معائنہ اسلام کی قدیمی سنت ہے اور اسی کے موافق جمہور علما کا مذہب و فتویٰ ہے گویا یہہ اسلام کی جمہوری سنت ہے۔

افسوس یہہ سنت بھی مسلمانون سے انگریزون نے چھین لی۔ اگرچہ ان مین اس پر زیادتی بھی ہوگئی ہے کہ وہ انگیجمنٹ کے بعد اور شادی کے پہلے خلوت وغیرہ بھی کرلیتے ہین۔ مگر مسلمان اُس زیادتی کو ان ہی کے حصہ مین رہنے دین اقل سنت اسلام کو تو اب انسے لے لین۔ اور جب نکاح کرین عالم شباب مین کرین اور قبل نکاح منکوحہ کے چال چلن صورت شکل دین علم وغیرہ اوصاف کا جنکے طالب ہون۔ تجربہ و مشاہدہ کرلیا کرین۔ تاکہ پیچھے کو طلاق و فراق یا تعلیق وغیرہ کے مفاسد سے محفوظ رہین۔

تیسرا ضرر یہہ کہ اسمین قبل از وقت نزول بلا کے تعجیل پائی جاتی ہے۔ شادی ایک بلا ہے جسکو شادی مرگ کہا جائے تو روا ہے۔ پھر اسکو قبل از وقت ضرورت اپنے اور اپنی اولاد کے گلے مین ڈال دینا بے ضرورت بلا مین پھنسانا ہے

میری یہہ بات نوجوانان شائقین نکاح کے لئے تو موجب تعجب ہوگی۔ مگر اُن نوجوانون کو جو شادی کے آخری وبالون مین مبتلائے غم ہین اور وہ جورو بچون

کے فتنون سے جان بلب ہوکر بنی یا اپنی اولاد کی موت چاہتے ہین پوچھنا چاہئے کہ یہہ بات کیسی بات ہے؟-

اسمین شک نہین کہ شادی لذات و منافع کا عمدہ ذریعہ ہے اور حفظ صحت شخصی اور بقاء نسل نوعی کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک یہی ذریعہ پیدا کیا ہے۔ مگر ان منافع و لذات کے ساتھہ ان ضررون و نقصانون کا لحاظ بھی واجبات سے ہے جو اس شادی اور اسکے نتائج سے پیدا ہوتے ہین-

دینی ضرر و نقصان شادی کے یہہ ہین کہ انسان بیوی بچون کے شغل مین خدا کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے۔ انکے سبب خدا کے گناہ کرتا ہے۔ انکی تکالیف سے تنگ ہوکر انکی حق تلفی کرتا ہے اسی قسم کے صدہا گناہ ہین جنکا شمار دشوار ہے

یاایھا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم- انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم (تغابن ع ۲)

اسی نظر سے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے- اے ایمان والو تمہاری بعض بیویان اور اولاد تمہاری دشمن ہین انسے بچو- اور فرمایا تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے بلا ہین-

اور آنحضرت نے فرمایا دنیا شیرین اور سبز رنگ ہے اور اللہ نے تمکو اسمین اپنا خلیفہ کیا ہے وہ دیکھتا ہے تم کیسے عمل کرتے ہو- پس دنیا سے بچو اور عورتون سے بچو- بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتین تھین- مین نے اپنے بعد عورتون سے بڑھ کر کوئی ضرر رسان بلا مردون کے لئے نہین چھوڑی-

عن ابی سعید رض قال قال رسول اللہ صلعم ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیھا فناظر کیف تعملون فاتقوا الدنیا واتقوا النساء فان اول فتنۃ بنی اسرائیل کانت النساء اخرجہ مسلم والنسائی وعندہ ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء- (میسر الوصول)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وعن حنظلة یا رسول اللہ نکون عندک تذکرنا بالنار والجنة کانا رای عین فاذا خرجنا من عندک وعافسنا الازواج والاولاد والضیعات نسینا کثیرا فقال رسول اللہ صلعم والذی نفسی بیدہ لو تدومون علی ما تکونون عندی وفی الذکر لصافحتکم الملائکة علی فرشکم وعلی طرقکم ولکن یا حنظلة ساعة فساعة۔ رواہ مسلم وروی عن ابی ہریرہ بمعناہ۔

حضرت حنظلہؓ اور حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت کے حضور میں عرض کیا کہ جب ہم آپکے پاس بیٹھتے ہیں اور آپ بہشت دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم ایسے ہوتے ہیں کہ گویا دوزخ و بہشت کو آنکھ سے دیکھتے ہیں اور جب بیوی بچوں سے اختلاط کرتے ہیں تو خدا کو بھول جاتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اگر تم اس حالت پر جو تمہیں میرے پاس رہ کر حاصل ہوتی ہے اور خدا کی یاد میں رہو تو تمسے فرشتے راستوں میں اور تمہارے فرشتوں پر مصافحہ کریں بمعناہ۔

اور دنیاوی ضرر شادیوں کے ہر ایک پر جو دنیا میں رہتا ہے عیان ہے۔ کہ پہلے لڑکوں کے والدین کسقدر اسمیں زیر بار ہو جاتے ہیں جنکے پاس کچھ نہیں ہوتا تو وہ ہزار ہا روپیہ کے املاک فروخت کر کے بہم پہنچاتے ہیں یا سودی قرض اُٹھاتے ہیں پھر انکی اولاد اپنی بیوی بچوں کی پرورش کے لئے کسقدر تکالیف و نقصان اُٹھاتے ہیں۔

ان ضررون کے بیان سے یہ مقصود نہیں ہے کہ نکاح کرنا بہرحال بُرا ہے اور خدا کو ناپسند اس لئے اس سے کلی اجتناب لازم ہے۔ بلکہ **مقصود** یہ ہے کہ جیسے نکاح میں فوائد و لذات ہیں ایسے ہی نقصان و عقوبات بھی ہیں۔ یہ ایسا حلوا بے دودھ نہیں ہے کہ بے تکلف و بلا مشقت ہر ایک کے حلق سے اُتر جائے۔ بلکہ یہ ایسا حلوا ہے جسکے کھانے کو برطبق مثل۔ حلوا خوردن را روئی باید بڑا منہ اور قوی معدہ چاہیئے اور کھانے والا ایسا ہو جو اسمیں مبتلا ہو کر دین و دنیا

مین سے نفع اُٹہاوے - لہذا چہوٹے لڑکون کے والدین کو مناسب ہے کہ پہلے ہی سے اس حلوے کو انکے منہہ سے نہ باندہ دین بلکہ انکو اسکے ہضم کرنے کے لائق ہونے دین - قبل از وقت ضرورت اور اسکے تحمل کے یہہ بلا انکے گلے نہ ڈال دین بلکہ انکو ہوشیار اور اس لائق ہونے دین کہ وہ اسکے منافع و مضار کو سمجہہ کر انکا موازنہ کر سکین - پہر اگر وہ اپنی ضرورت اور فائدہ اسمین یقیناً دیکہین اور اسکے مقابلہ مین جو تکالیف و نقصانات دینی و دُنیوی اس سے متصور ہین انکے تحمل کی طاقت بہم پہنچالین یا انکی مدافعت کی کچہہ تدبیر کر سکین تب اس بلا کے طالب ہون ورنہ اس شعر پر عمل کرین - ؎

بدریا دُر منافع بیشمار است اگر خواہی سلامت بر کنار است

بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ والدین لڑکون کی شادی پر ہزارہا روپیہ خرچ کرتے ہین اور وہ ہنوز بلوغت کو نہین پہنچتی اور اس شادی سے کوئی نتیجہ دنیوی یا دینی نہین نکال سکتے کہ حضرت ملک الموت مُردون کی برات مین شامل ہونے کا نوید لیکر آموجود ہوتے ہین اسوقت لڑکے کے والدین سے پوچہا جاوے کہ کیون صاحب وہ روپیہ آپکا آخرت کے لئے تو تہا ہی نہین دُنیا مین کس کام آیا اور جس مطلب کے لئے وہ صرف کیا تہا وہ کہان نکلا - اور لڑکی کے ابا جان سے پوچہنا چاہئے کہ کیون حضرت تمہارے روپیہ کے برباد ہونے سے علاوہ تمہارے لڑکی کی عمر اب کیونکر کٹیگی - نہ وہ دوسری جگہہ بیاہی جائیگی کیونکہ تمہارے عالیخاندان مین دوسرا نکاح کرنا لڑکی کو دو خصمی بنانا ہے - اور نہ اسکی عمر بی رنج و الم بسر ہوگی - اب فرمایئے چہوٹی عمر مین شادی شادی ہوئی یا غمی -

بعض دفعہ یہہ بہی اتفاق ہوتا ہے کہ طرفین کے والدین اس خرچ کئے کرائے پر پچہتاتے اور پچہتا کر تنگ آکر ایک دوسرے پر عدالت مین دعوی کرتے ہین

وہ مہر کا دعویدار ہوتا ہے یہہ واپسی جہیز کا مدعی بنتا ہے پر ایک سال دو سال تر
فضیحتی مین گزرتے ہین۔ اس شادی سے رہا سہا مال مقدمات مین صرف ہو جاتا
ہے یہہ بھی اس نافرمانی خدا اور رسول کی سزا ہے جس سے اس شادی کا شادی
مرگ ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

چوتھا ضرر یہہ ہے کہ چھٹپن مین شادی ہو جانے سے مرد عین کے شباب مین
نقصان واقع ہوتا ہے۔ اور اولاد بھی ناقص و ناتوان (چوہون یا بلی کے بچون
کی سی) پیدا ہوتی ہے ہمنے ایسے بہت لوگون کو دیکھا ہے جو بلوغت سے پہلے
ہی معمولی کارروائی شروع کر دیتے ہین۔ اور اس امر پر نہ صرف وہ بذات خود
مائل ہوتے ہین بلکہ اُنکے نادان دوست والدین خصوصاً انکی مائین انکو جابرانہ
ترغیب سے اس طرف متوجہ کرتے ہین اور اس امر کو موجب کمال مسرت حصول
مراد دلی خیال کرتے ہین۔ جو درحقیقت کمال نامرادی وحماقت کی دلیل ہے۔

اور اگر وہ نادان دوست اپنی اولاد کے شباب کو حد پختگی اور کمال تک (جو
ہمارے خیال مین اس ملک ہند کی آب وہوا کے لحاظ سے مرد کے لئے پچیس سالہ
عمر ہے اور کم سے کم بیس سالہ۔ اور عورت کے لئے بیس سالہ عمر ہے اور کم سے کم
سولہ سالہ) پہنچنے دین۔ اسکے بعد انکی شادی کرین تو طرفین اپنی عمر سے اپنی شباب
سے اپنی ازدواج سے کامرانی کے ساتھہ نفع اُٹھا دین اور اُنکے بال بچے بھی قوی
وتوانا پیدا ہون اور اس اثنا مین وہ دینی دُنیوی کمالات کو بھی حاصل کرلین اور
انکے ذریعہ سے اُن ضررون سے بچ جانے کے سامان بہم پہنچالین جنکو ہم اوپر
بیان کر چکے ہین۔

ہمارے ادبی ومذہبی مذہب کو بھی یہی امر مدنظر ہے اسی نظر سے آپنے حضرت
سابق الذکر مین جوانون ہی کو حکم نکاح سے مخاطب فرمایا ہے۔ اور اسی نظر سے

اہل اسلام کے اسلاف کی بھی یہی سنت مستمرہ چلی آتی ہے کہ انہون نے جوان ہوکر نکاح کئے ہین اسلاف کیا خلاف و متاخرین ان دیار کا (جنکو ہندوستان کا قرب و جوار نہین ہے) عملدرآمد ابتک اسی سنت پر ہے تمنے کبھی سنا نہ ہوگا کہ خراسان یا ایران یا عرب وغیرہ اسلامی دیار مین پانچ سات برس کے لڑکے کا اسکی والدین نے نکاح کر دیا ہو یہ رسم صرف ہندوستان مین ہی ہے۔ اور مسلمانون نے اسمین صرف ہندوون کی شاگردی کی ہے۔

اس ضرر کے مقابلہ مین **اگر کوئی** یہ ضرر **بیان کرے** کہ چھٹپن مین شادی نہ ہونے سے بدکاری کا خوف ہے جو لوگ شروع بلوغت مین محل قضاء حاجت نہ پائینگے وہ غیر محل مین حاجت رفع کرینگے اسمین بھی شباب کو تو خواہ نخواہ نقصان پہنچیگا پھر یہ نقصان اپنے محل پر بند رہ کر کیون نہ ہو جسمین گناہ سے تو انسان بچ رہے۔ **اسکا جواب** یہ ہے کہ جسقدر نقصان شباب درصورت موجود ہونے محل کے بے روک ٹوک ہوسکتا ہے اسقدر غیر محل مین نہین ہوتا کیونکہ محل غیر مین بہت سی روکین اور مشکلین حائل اور عائق ہوتی ہین۔

رہا خوف معصیت سو مساوی ہے جو ازلی شقی ہین اور انکی طینت مین خیانت و بدکاری کا مادہ موجود ہے وہ محل کے موجود ہونے پر بھی غیر محل سے نہین چوکتے اور جو سعید اور نیک طینت ہین وہ محل کے موجود نہ ہونے پر بھی غیر محل کی طرف نظر نہین کرتے اور اپنی حاجت کو عدم استطاعت و عدم موجودگی محل کی حالت مین اور طرح سے جسمین معصیت دامنگیر نہ ہو دفع کرتے ہین صبر کرتے ہین (جیسا کہ خدا تعالیٰ نے انکو فرمایا ہے کہ وہ بچین یہانتک کہ خدا انکو اپنے فضل سے غنی کر دے۔ یعنے وہ اسباب و سامان جو نکاح کے لئے

ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیهم الله من فضله (نور ع ۴) ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه

لہ وجاء۔ (بخاری ومسلم) بکارین جہ پہنچ وے یا روزہ رکھتے ہین
چنانچہ رسول نے انکو ارشاد کیا ہے جو اوپر منقول ہوا۔

الحاصل نیک طینت اور سعادتمندون کے لئے تو یہہ ضرور وہمی وخیالی ہے اس وہم وخیال کی پیش بندی کے لئے انکو قبل از وقت بلوغ مین پہنچانا مناسب نہین ہے اور جو شقی ازلی ہین انکو اس ضرر سے نکاح بھی مانع نہین ہے۔ پس جو ضرر چہارم ہمنے بیان کیا ہے وہ بلا مزاحمت ثابت ہے۔

اِن ضررون کے سوائے اور بہت ضرر چھوٹے بچون کی شادی مین ہین جنکو زیرک مسلمان اگر وہ حجاب رسم کو آنکھون سے اٹھا دین خود بخود سمجھ سکتے ہین۔ ہم نے چند ضرر بطور تمثیل بتا دیئے ہین آیندہ وہ خود غور کرین۔

اصل اصول ہمارے اِس مضمون کا اور جو اور اسی قسم کا ہم کہین یہہ ہے کہ مسلمان ہر امر مین مذہب سے ہو خواہ معاشرت سے اس امر کو محظور نہین کہ اسمین خدا اور رسول کا ارشاد کیا ہے اور زمانہ اس ارشاد کے مخالف ہے یا موافق۔ پھر جس امر کو موافق قول خدا اور رسول پاوین اسکو دستور العمل بنا دین۔ جسکو مخالف پاوین اسکو بحکم کالائے بہ بریش خاوند بائد زد۔ اُن ہی کے حوالہ کرین جو اسکے بانی ومجدد ہون۔ خود اسلام مین داخل ہو کر غیر اقوام کی رسمون کو اختیار نہ کرین۔

سوال

سوال۔ نکاح مین لحاظ کفو کس کس امر مین ہے۔ اور لحاظ اسکا کس درجہ تک ہے آیا بطور شرط ہونے کے واسطے صحت نکاح کی ہے یا بطریق اولویت ومصلحت۔ اور ولی کو اُسمین کہانتک اور کس محل مین جائے اعتراض ہے۔ آیا اگر عورت بالغہ

غیر قوم مین نکاح کرنا چاہے تو ولی روک سکتا ہے - ؟

الجواب - کفو ہمسری و برابری کو کہتے ہین - کتب فقہ مین لائق اعتبار و لحاظ اس کفو مین کئی امور کو ٹہرا رکہا ہے قومیت - حریت (یعنے اصیل ہونا غلام نہ ہونا) مال - دین - حرفہ - سلامتی ظاہری عیوب سے جیسے جنون جذام وغیرہ - پہر ان سب امور کے لحاظ مین سب فقہا کا اتفاق نہین ہے - بعضے فقط دین و ظاہر حال کو لحاظ کرتے ہین اور بعضے اسکے ساتہہ مال و حرفہ کو بہی ملحوظ رکہتے ہین - پہر بعضے ان امور کے لحاظ کو (جو انکے نزدیک لائق لحاظ ہین) شرط صحت نکاح ٹہراتے ہین حتی کہ بدون تحقق ان امور کے نکاح کو صحیح نہین سمجہتے اور بعضے ان امور کو شرط صحت نکاح نہین جانتے - اور بدون تحقق بعض ان امور کے نکاح کو جایز بتلاتے ہین - تفصیل ان اقوال و مذاہب کی **ہدایہ** - **ردالمحتار** شرح در المختار - **فتاوی عالمگیری** - **قسطلانی** شرح صحیح بخاری مین ہے - پس جس کے نزدیک قوم مین ہمسری کا لحاظ ضروری ہے اسکے نزدیک ولی غیر قوم مین نکاح سے مانع ہو سکتا ہے -

ولیکن قرآن و حدیث کا اسمین یہہ فتوی ہے کہ کفو مین بدون اسلام و دیانت کوئی امر لائق ضروری لحاظ کے نہین اور نہ صحت نکاح کے لیے شرط ہے - اور نہ بدون فوت ہونے اس امر کے کسی محل مین ولی کو جائے اعتراض ہے - خواہ غیر قوم سے نکاح ہو - خواہ غنی عورت کا مسکین سے - یا اصیل کا غلام سے - وعلی ہذا القیاس ان امور کا لحاظ حتی الامکان ہو سکے تو اولی و بہتر ہے + نہ ہو تو کچہہ مضایقہ نہین -

---

+ سو بہی نہ اس نظر سے کہ اپنی قوم کو دوسرون سے بہتر سمجہین اور غیر قوم کو حقارت سے دیکہین یہہ تو عین کبر ہے اور در حکم شرک جسکی نسبت صاف وارد ہے لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر - یعنے جسکے دل مین ذرہ برابر

اور نہ ولی کو انکے فوت ہونے سے گنجایش اعتراض ہے۔ **دلیل اسپر یہہ ہے** کہ مقنن قانون شرع نے بوقت فوت ہونے شرط دیانت و اسلام کے تو نکاح سے منع کیا ہے ولیکن قومیت کے فوت ہونے سے کسی کو نکاح سے نہین روکا بلکہ باوجود فوت ہونے اس شرط کے نکاح کرنے کا حکم دیا اور کئی نکاح کرا دیئے پس گویا بطبق "تصنیف را مصنف نیکو کند بیان"۔ یہہ صاف جتلا دیا کہ جہان کہین لفظ کفو محاورہ شرع مین وارد ہے وہان مراد شارع اس لفظ سے ہمسری دین مین ہے نہ ہمسری قوم یا مال مین اگر یہہ مراد ہوتی تو شارع اپنے قول کا خلاف نہ کرتا اسکی تفصیل مین کئی ایک آیات و احادیث وارد ہین۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ مین فرمایا ہے۔

ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم (بقرہ ۲۷۶)	مت نکاح کرو اپنی لڑکیون کا مشرکون سے یہانتک کہ مسلمان ہو جاوین بیشک غلام مومن (اصیل) مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمکو اچھا لگے۔

یہہ آیت صاف بتاتی ہے کہ ہمسری صرف اسلام مین ضروری ہے۔ بناءً علیہ اگر حرہ مومنہ غلام مومن سے نکاح کرلے تو جائز ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش (اپنی چچا کی بیٹی) سے اپنے متبنیٰ زید کا جو غلام تہا نکاح کرنا چاہا اور زینب اور اُسکا بہائی اُسکو غلام سمجہکر

۲ تکبر ہوگا وہ بہشت مین داخل نہ ہوگا۔ اور اسکی تفسیر مین آنحضرت نے فرمایا ہے۔ الکبر بطر الحق وغمط الناس۔ یعنے تکبر یہہ ہے حق کے آگے اترا دے۔ اور لوگون کو حقارت سے دیکہے۔ بلکہ صرف اس نظر سے لحاظ قومیت بہتر ہے کہ اسمین قوم کے ساتہہ احسان وصلہ پایا جاتا ہے۔ اور اپنے قرابتیون اور ہم قومون سے وفاداری و مروت کی (جو نکاح سے مدنظر ہوتی ہے) زیادہ امید ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس۔

متنفر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی۔

وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔ (احزاب ع ۵)	ہو من مرد اور عورت کو یہہ لایق نہین کہ جب اللہ اور اُسکا رسول کچھہ حکم دے تو اُنکو اپنے کام کا اختیار باقی رہے۔ اور جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی وہ کھلم کھلا بہک گیا۔

تفسیر عالم و خیرہ مین لکھا ہے کہ جب یہہ آیت اُتری تو زینب اور اُسکا بھائی نکاح پر راضی ہوگئے اور نکاح منعقد ہوا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات مین فرمایا ہے۔

یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ حجرات ع ۲۔	اے لوگو ہمنے تمکو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم اور حوا) سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے و قبیلے پہچان کے واسطے بنا دیئے تم مین سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو پرہیزگار ہے۔ (یعنے عزت و بڑائی قومیت سے نہین) امام مالک نے اس آیت سے اس دعوی پر استدلال کیا ہے کہ ہجز دین کسی امر مین کفو کا لحاظ نہین چنانچہ قسطلانی نے شرح بخاری مین ذکر کیا ہے امام مالک نے جزماً کہا ہے کہ اعتبار ہمسری کا فقط دین سے مخصوص ہے کیونکہ

وقد جزم مالک رح بان اعتبار الکفاءۃ مختص بالدین لقولہ علیہ السلام الناس سواء لا فضل لعربی علی عجمی۔ انما الفضل بالتقوی۔ وقال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ (قسطلانی)	آنحضرت نے فرمایا ہے سب لوگ برابر ہین عربی کو عجمی پر کچھہ بزرگی نہین بزرگی پرہیزگاری ہی کے ساتھہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم مین سے اللہ کے نزدیک وہ بزرگ ہے جو پرہیزگار ہے۔

اور جو بعض علماء نے اس آیت کا جواب دیا ہے کہ اس آیت مین حکم آخرت کا

بیان ہے نہ دُنیا کا محض غلط ہے۔ قید آخرت کہین اسمین مذکور نہین پس ظاہر اطلاق (یعنے بے قید ہونا) کیونکر چھوڑا جا سکتا ہے علاوہ دُنیا مزرعہ آخرت ہے اور آخرت اِسکا نتیجہ پس آخرت مین وہی بزرگ ہوگا جو دُنیا مین اللہ کے نزدیک بزرگ ہے اور جو پہلی آیت (ولعبد مومن) دنیاوی بزرگی غلام مومن کی اور حدیث نمبر ۸ مین بزرگی مسکین کی وارد ہے نیز اسی کی مؤید ہے۔

(۴)۔ اور آن حضرت نے فرمایا ہے۔ جب تم سے کوئی ایسا شخص جسکا دین و اخلاق پسند کرو نکاح چاہے تو اُس سے نکاح کردو نہ کروگے تو زمین مین بڑا فساد ہوگا یہ حدیث اس مدعا مین صریح ہے کہ قوم وغیرہ کا لحاظ ضروری نہین دیندار ہو خواہ کوئی ہو۔

اذا خطب الیکم من ترضون دینہ و خلقہ فزوجوہ ان لم تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض۔ رواہ الترمذی وغیرہ

(۵)۔ آنحضرت نے فرمایا ہے عورت سے چار باتون کے واسطے نکاح ہوتا ہے مال شرافت جمال دین پس تم دین والی پر کامیاب ہو یعنے دین کا لحاظ رکھو صرف حسب و نسب کا لحاظ مت کرو۔

تنکح المرأۃ لاربع لمالھا ولحسبھا و جمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین رواہ البخاری۔

(۶) آن حضرت کے عہد مین ابو حذیفہ صحابی نے اپنی بھتیجی کا (جو قریش سے تھی) نکاح اپنے غلام (سالم نامے) سے کر دیا۔

(۷) آن حضرت کے عہد مین ضباعہ بنت زبیر (جو قوم بنی ہاشم سے تھی) مقداد بن اسود کے نکاح مین تھی جو اُس سے قوم مین کمتر تھا۔

(۸) آن حضرت نے ایک مسکین کو (جسکے حق مین لوگون نے کہا تھا کہ یہ نکاح چاہے تو کوئی اُسکو نہ دے) ایک غنی سے (جسکے حق مین لوگون نے کہا تھا کہ یہ جس سے نکاح چاہے (وہ اسکو دیدے) افضل ٹھہرایا۔ یہہ احادیث اربعہ صحیح بخاری مین ہین

ہر چند اہل نیچر کی خام خیالی کا مفصل مضمون نیچری نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و

یہہ سب کی سب آیات و احادیث صاف ناطق ہین کہ شارع فی کفو مین قومیت و مالدار ہونے کو ضروری نہین ٹھہرایا جس نے اُسکو ضروری ٹھہرایا ہے عقل سے ٹھہرایا ہے اسی واسطے امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اپنی کتاب جامع صحیح مین (جو جہان کی کتابون سے صحت مین فائق ہے اور بعد قرآن شریف اُسکا درجہ صحت مین مسلّم ہے) ہمسری کو فقط دین ہی مین اعتبار کیا ہے اور قومیت اور مالداری مین ہمسری کو ساقط الاعتبار ٹھہرایا ہے چنانچہ فرمایا ہے باب دین مین ہمسری

باب الاکفاء فی الدین و قولہ تعالیٰ ھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و صھرا۔ (صحیح بخاری)

کے بیان مین اور بیان مین اس قول اللہ تعالیٰ کے کہ وہ ہی جسنے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اُسکو رشتہ دار و ناطہ دار بنایا ہے

یعنے اصل مین سب ایک ہے ایک پانی کی پیدائش کسی ایک کو دوسرے پر ذاتی بزرگی نہین ہے۔ اِسکی تائید مین امام بخاری نے وہ چار حدیثین ذکر کی ہین جو ہم نے نمبر ۵ سے آخر تک نقل کی ہین۔

یہہ جواب اُن لوگون کے لئے ہے جو کتاب و سنت سے استدلال و تمسک کو جائز سمجھتے ہین۔

رہے وہ لوگ جو بجز اقوال علما کچھہ نہین سُنتے اور بجز حوالہ کُتب فقہ مطمئن نہین ہوتے **انکے لئے جواب** یہہ ہے کہ اگرچہ بعض فقہا نے ہمسری قومی کو لحاظ کیا ہے لیکن وہ عرب کے واسطے عجمیون کے حق مین اُنھون نے ہی صاف کہا ہے کہ انہین حریت و اسلام مین ہمسری کافی ہے نسب و قوم مین کچھہ ضرورت نہین اور چونکہ سوال ہندیون کے حق مین وارد ہے لہذا انکے حق مین بحکم فقہائے ہی ضروری نہ ہونا لحاظ نسب کا ثابت ہوتا ہے جیسے کہ قرآن اور حدیث سے عام طور پر ثابت ہے۔ **درمختار** مین ہے۔

وهذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریته اسلاماً۔

یہ لحاظ ہمسری قومی عرب مین ہے رہی عجم (یعنے عجم کے سوا اور ملکون کے لوگ) سو ان مین آزاد ہونے اور مسلمان ہونے مین ہمسری کا اعتبار ہے۔ اور **فتاوی عالمگیری** مین ہے۔

والموالی بعضهم اکفاء لبعض وقال قبیله والموالی هم غیر العرب وقال بعده وتعتبر الکفاءة فی الحریته والاسلام فی حق العجم لانهم یفتخرون بهما دون النسب هکذا فی التبین۔

موالی (یعنے عجمی لوگ) یک دوسرے کے ہمسر ہین اور اس سے پہلے کہا ہے موالی عرب کے سوا اور لوگون کو کہتے ہین اور اس سے پیچھے کہا ہے کہ ہمسری بحق عجم حریت و اسلام مین معتبر ہے کہ وہ انہین اوصاف کے ساتھہ فخر کرتے ہین نہ نسب سے ایسا ہی **تبیین الحقائق** مین ہے۔ اور **ہدایہ** مین ہے

اما الموالی فمن کان له ابوان فی الاسلام فصاعداً فهو من الاکفاء۔

غیر عرب کے وہ کون ہے جسکا باپ اور دادا اسلام مین ہوا ہو وہ آپس مین ہم کفو ہین ایسا ہی اور کتب فقہ مین ثابت ہے۔

پھر **فقہا** نے اس کفو قومی کا لحاظ عرب کے لئے ہی مرد کی جانب مین ضروری ٹھہرایا ہے۔ اور یہ کہا ہے مرد کو دیکھا جاوے آیا وہ عورت کا قوم مین ہمسر ہے یا نہین عورت کی جانب مین عرب کے لئے ہی اسکا لحاظ ضروری نہین ٹھہرایا اور یہ نہین کہا کہ عورت کا مرد کے برابر ہونا ضروری ہے۔ **فتاوی عالمگیری** مین کہا ہے

الکفاءة معتبرة فی الرجال للنساء للزوم النکاح کذا فی محیط السرخسی ولا یعتبر فی جانب الرجال للنساء کذا فی البدائع واذا تزوجت المرءة رجلاً خیراً منها فلیس للولی ان یفرق بینهما

ہم کفو ہونا مردون کا عورتون کے لئے لزوم نکاح مین ضروری ہے۔ چنانچہ محیط سرخسی مین مذکور ہے۔ عورتون کا مردون کے لئے ہمسر ہونا ضروری نہین چنانچہ بدائع مین ہے۔ اور جب کوئی عورت

فان الولی لا یتعیر — وبان یکون تحت الرجل من لا یکافئہ کذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی۔ (فتاوی عالمگیری)

کسی ایسے شخص سے نکاح کرے جو اس سے قومیت مین بہتر ہو تو ولی کو (فقہا کے نزدیک بہی) فسخ نکاح کا اختیار نہین ہے۔ کیونکہ ولی کو اس سے عار نہین ہوتی کہ کسی شخص کے نکاح مین اس سے کمتر عورت ہو۔ ایسا ہی امام سرخسی کی مبسوط کی شرح مین ہے۔

اور ہدایہ مین بہی اسکی یہہ وجہ بیان کی ہے کہ شریف عورت کو رذیل شخص کے

لان الشریفۃ تابی ان تکون مستفرشۃ للخسیس فلا بد من اعتبارہا بخلاف جانبہا لان الزوج مستفرش فلا یغیظہ دناءۃ الفراش۔

نکاح مین آنے اور اسکے فراش ہونیسے انکار ہوتا ہے اسلئے اسکا لحاظ ضروری ہے بخلاف اس صورت کے کہ ایک شریف کے نکاح مین کوئی رذیل عورت ہو کیونکہ وہ تو فراش ہوگی لہذا اسکا کمتر ہونا برا معلوم نہین ہوتا۔

بالجملہ خدا و رسول نے تو کسی ملک اور کسی زمانہ کے کسی شخص کے لئے لحاظ کفو قومی کو ضروری نہین ٹہرایا۔ اور فقہا نے بہی ہندیون کے لئے خصوصاً جانب عورت مین اسکا لحاظ ضروری نہین بتایا پہر معلوم نہین کہ ہمارے ملک ہند کے لوگ اس ہمسری قومی کے لحاظ پر کیون اڑتے ہین۔ اور اس باب مین دین و شریعت کی کیا سند رکہتے ہین اس امر کو ایک دنیاوی رسم کہین تو چندان محل تعجب نہین **محل تعجب** تو یہہ ہے کہ اس جاہلانہ و متکبرانہ رسم کو دین سمجہتے ہین اور دین کی آڑ مین دنیا کو پورا کرتے ہین۔

زیادہ تعجب ان لوگون پر ہے کہ اپنے آپکو موحد و متبع سنت کہتے ہین اور کتاب اللہ و سنت کی پیروی کے مدعی ہین پہر وہ ان جاہلانہ پابندیون سے نہین نکلتے۔ اپنی اولاد کے رشتہ اپنی ہی قوم مین کرتے ہین گو وہ جہان کے عیوب

مین مبتلا ہون - غیر قوم مین، گو وہ شریف کیون نہ ہو اور کیسے ہی پابند شریعت ہون -
رشتہ نہین کرتے - پھر وہ اس پابندیون کی مجبوری سے اپنے بیاہ و شادیون مین
قوم کی متابعت و موافقت سے انواع بدعات و محرمات کا ارتکاب کرتے ہین اور کبھی
نہین سوچتے کہ ان افعال کے ارتکاب پر ہمارا اتباع سنت کہان باقی رہتا ہے -
الحق ان لوگون نے توحید و اتباع سنت اسی کا نام سمجھ لیا ہے کہ نماز مین
آمین کو پکار کر کہدیا اور رفع یدین کر لیا - اس سے ان لوگون نے ان آیات و احادیث کو غور

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق
والمغرب ولکن البر من آمن باللہ
والیوم الاخر - بقرہ ع ۲۲

سے نہین پڑھا - نیکی یہی نہین کہ مشرق یا
مغرب کی طرف منہ کر لو - نیکی والے تو وہ
لوگ ہین جو فلان فلان کام کرین جنکی آیہ مین تفصیل ہے

یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ
ولا تتبعوا خطوات الشیطن - (بقرہ ع ۲۶)

ایمان والو اسلام مین پورے پورے داخل
ہو جاؤ اور شیطان کے قدمون کی پیروی نکرو

یا اھل الکتاب لستم علی شیئی حتی
تقیموا التورٰۃ والانجیل وما انزل
الیکم من ربکم - (مائدہ ع ۱۰)

اے کتاب والو - تم کسی بات پر نہ ہوگے
جب تک تورات و انجیل کو اور جو تمہاری
طرف خدا کی طرف سے اترا ہے قایم نکرو

وعن النبی صلعم ابغض الناس الی اللہ
ثلثۃ ملحد فی الحرم و متبغ فی الاسلام
سنۃ الجاھلیۃ ومطلب دم امرئ مسلم
بغیر حق لیھر یقہ - رواہ البخاری -

آنحضرت نے فرمایا ہے تین شخص خدا کو سب سے زیادہ
برے لگتے ہین حرم (کعبہ) مین الحاد (کفر) کرنے
والا - اسلام مین جاہلیت کی رسم نکالنیوالا اور
کسیکا ناحق خون چاہنے والا کہ اسکو بہادے

وعنہ صلعم من احدث فی امرنا ھذا
ما لیس منہ فھو رد -

اور آنحضرت نے فرمایا ہے جو ہمارے دین مین نیا کام
نکالے جو اسمین سے نہو وہ کام باطل ہے وہ شخص مردود ہے

آن حضرات کو چاہیے کہ ان آیات و احادیث مین غور کرین - اور ان جاہلانہ رسوم سے

تائب ہوکر سارے کے سارے اسلام و سنت مین داخل ہون۔
ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

السوال

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ یہہ جو رسم ہے کہ شادیون مین تین تین چار چار دعوتین کرتے ہین اور مُردہ کے لئے کہانا پکا کر برادری کو کہلاتے ہین یہہ فعل درست ہے یا نہین اور ایسے کہانے کا کہانا درست ہے یا نہین۔ بینوا توجروا

الجواب یہہ فعل بہی ناجائز ہے اور یہہ کہانا کہانا بہی درست نہین بحکم چند دلائل کے

دلیل اول یہہ کہ اسمین ریا پایا جاتا ہے اور ریا کا فعل شرک ہے اور وہ چیز جو نمائش کے لئے دیجاوے اسکا کہانا ناجائز ہے۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ پہلے دن کا کہانا حق ہے (یعنی وہ حاضرین کی دعوت ہے جو نکاح سے متعلق نہین ہے۔) دوسرے دن کا سنت ہے (یعنی نکاح کا ولیمہ) تیسرے دن کا ریا و سمعہ (یعنے سنانے اور دکہانے کو) ہے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے۔ تہوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے مین سب شریکون سے غنی تر ہون۔ ساجہی سے جو کوئی عمل کرے جسمین میرے سوا کسیکو شریک کرے تو مین اسکو اور اسکی ساجہی کو چہوڑ دیتا ہون اور مین اس سے بیزار ہون۔ حدیث ابن عباس مین آیا ہے۔ جو دو آدمی ایک دوسرے سے بڑہکر دعوت کرین تو اسکو قبول نہ کرو اور نہ اُنکے کہانے کو کہاؤ) اور بہت ظاہر ہے کہ شادیون کے کہانون مین نام آوری مقصود ہوتی ہے نہ ثواب دعوت ولیمہ۔

طعام الیوم الاول حق وثانی سنۃ والثالث سمعۃ وریاء (مشکوۃ)

ان یسیر الریاء لشرک۔
انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ غیری ترکتہ و شرکہ وانا منہ بریٔ۔ المتباریان لا یجابان ولا یوکل طعامہما (مشکوۃ)

اسی واسطے وہ لوگ کہانا حسب رسم اپنی خاص قوم کے کرتے ہین اور اسکی جگہہ دوسرا کہانا جائز نہین جانتے کوئی پلاؤ پکاتا ہے کوئی خشکہ کوئی میٹھے چاول کوئی کانجی کوئی پہلکیان (پکوڑے) علی ہذا القیاس ہر ایک شخص اپنی رسم قوم کو لازم سمجہتا ہے ایک دوسرے کی رسم کو نہین پکڑتا۔ اور یہہ دعوتین ایسی جگہہ کرتے ہین جہان انکا نام ہو اور لوگ دیکہین۔ اگر کوئی پردیس مین ہو تو وہان ایسا کہانا نہین کرتا اور جہان امید ثنا و خوف ملامت نہ ہو وہان کوئی نہین کرتا۔ یہہ سب علامات ریا کی ہین چنانچہ علی رضہ مرتضی وغیرہ اکابر سے **تنبیہ الغافلین** مین منقول ہین۔ **ایسا ہی مُردہ** کے کہانے کا حال ہے برائے نام تو ایصال ثواب کا دعویٰ کرتے ہین اور حقیقت مین نام آوری ہوتی ہے۔ اسی واسطے غنی برادری کو کہلاتے ہین مساکین کو پوچہتے بہی نہین اور وہی تخصیص دنون کی اور اقسام کہانون کے اسمین کرتے ہین اور قوم برادری سے باہر جہان امید ثنا نہ ہو اور نہ خوف ملامت یہہ کہانے نہین کرتے جبکہ ان دعوتون کا ریا و نام آوری کے واسطے ہونا ثابت ہوا تو کہانا انکا ناجائز ہوا اسواسطے کہ یہہ کہانے غیر اللہ کی قربت و رضامندی کے واسطے ہوئے اور متقرب لغیر اللہ کا کہانا ممنوع ہے یہی سبب ہے کہ نذر لغیر اللہ اور قبرون کا چڑہاوا اور ما اہل لغیر اللہ کا کہانا حرام ہے ان چیزون کو اللہ کے غیر کے نام پر انکی رضامندی کے لئے دیا جاتا ہے۔ اسلئے یہہ حرام ہوئین ایسا ہی ان دعوتون کو سمجہنا چاہئے جو برادری یا عام لوگون کی رضامندی کے واسطے یا اپنے نفس کی مدح کے لئے کئے جاتے ہین۔ اگر کوئی ان بزرگون یا قبرون یا تہانون کو جنکے لئے یہہ نذرین مانتے ہین اور چڑہاوے لیجاتے ہین غیر اللہ جانے اور برادری و عام لوگون یا اپنے نفس کو غیر اللہ نہ مانے تو وہ نادان ہے کیا برادری یا عام لوگ یا اسکا نفس غیر اللہ نہین ہے۔ اگر کوئی **اعتراض** کرے کہ ریا تو اس محل مین متصور ہے جہان اخلاص و نیت ثواب

بہی ممکن ہو اور جو امر سرے سے محض دُنیا کے واسطے کیا جاوے اُسکو ریا کہان کہہ سکتے ہین جیسے خرچ کرنا ناچ مین یا آتش بازی مین یا عوض زنا مین یا دُنیا کی دوستی و آشنائی مین ایسا ہی اگر کوئی اِن دعوتون مین شادی یا مرگ کے دُنیا کے واسطے بدون نیت ثواب خرچ کرے تو کہان ریا متصور ہے - تو **جواب** اِسکے دو ہین - **اوّل** یہہ کہ بیشک یہہ محل محل اخلاص و ارادہ ثواب ہین اور شرع مین انکے لئے وجود ہے طعام نکاح کو شرع نے ولیمہ کہا ہے اور اِسپر رغبت دلائی اور طعام میت کو صدقہ عن المیت نام رکہا ہے اور اِسپر ترغیب دلائی اور خود شارع نے یہہ سب کام کئے پس بلاشبہ یہہ محل اخلاص ہوئے اور لوگ بظاہر دعوی بہی یہی کرتے ہین کہ ہم ولیمہ کا کہانا کرتے ہین اور میت کو ثواب پہنچانے کے لئے یہہ کہانا کرتے ہین پس جب اِسمین نام آوری مقصود ہوگی اور لوگون کی رضامندی مطلوب تو صاف ریا ہوگا -

جواب دوم یہہ کہ اگر کوئی صاف یہی کہدے کہ ہم ان دعوتون مین ارادہ ثواب نہین رکہتے اور انکو دین نہین جانتے محض دُنیا کے واسطے کرتے ہین جیسے ناچ کراتے ہین اور آتش بازی چہوڑواتے ہین اور دُنیا کے دوستون و آشناؤن کو شوق سے کہلاتے ہین تو پہر ہم اسکو ریا نہ کہینگے اسراف و رسم بدنام رکہینگے اور ان دو دلیلون (دلیل دوم و سوم) سے جو آیندہ مذکور ہوتی ہین انکا حرام ہونا ثابت کرینگے -

دلیل دوم یہہ کہ ان دعوتون مین صرف بیجا پایا جاتا ہے جسکو شرع نے اسراف کہا ہے اور حرام کر دیا ہے - اللہ تعالی نے فرمایا ہے اسراف نہ کرو اسراف کرنیوالے

ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ	شیطانون کے بہائی ہین اور شیطان خدا کا منکر و ناشکر - اور فرمایا اللہ کے

کھوئرا- وقال والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما-	بندے وہ ہین کہ جب وہ خرچ کرتے ہین تو اسمین زیادتی و کمی نہین کرتے اسکے بیچ مین رہتے ہین-

اور صرف بیجا ہونا ان دعوتون کا محل حفاد محتاج بیان نہین سب کوئی جانتا ہے کہ ان دعوتون مین کوئی نوع بر و صلہ کا نہین ہوتا- اگر ایک دفعہ کہلاتے ہین تو اُسکے عوض مین کئی دفعہ زبردستی سے کہاتے ہین- اور گن گن کر بدلے لیتے ہین- بر و صلہ رحمی تب ہو جب اُسکو زبان پر نلاوین- اسکا عوض نہ چاہین جس سے اُمید عوض نہ ہو اسکو بھی ویسے ہی دین جیسے امید کی جگہہ دیتے ہین ایسی دعوتون کے کرنے کی کچھہ ضرورت نہین نہ کرنے مین کچھہ حرج نہین بلکہ کرنے مین طرح طرح کے حرج ہین قرضدار زیر بار ہو جاتے ہین ملک و معاش فروخت کر دیتے ہین سودی روپیہ نکلواتے ہین کہاتے کہلاتے طعن تشنیع کرتے ہین- اگر سب کے سب ملکر یہہ رسمین چھوڑ دین تو نہ کوئی کسی کو بُرا کہے نہ طعن کرے نہ اُن بلاؤن مین کوئی مُبتلا ہو- باین ہمہ جب کہانے پکتے ہین تو کچھہ اندازہ نہین رہتا ایک آدمی کی جگہہ دو آدمی کا کہانا پکتا ہے اور اندہا دُھند لُٹاتے ہین- ایک رکابی کوئی مانگتا ہے تو دو چار حاضر کی جاتی ہین چچہ گھی کا جہان بکار ہو وہان برتن اُلٹایا جاتا ہے کسی طرح نام رہے بدنامی نہ ہو جائے- خاص کر پنجاب کے راجپوتون کی قوم مین رجومراسیون کے خوش کرنے کو گھی کے کُپے انڈیل دیتے ہین† جس جیت کی آواز سُننے پر یہہ سب کچھہ کرتے ہین- جس قوم مین یہہ رسم ہے کہ لوگون کے مکانون گھرون مین کہانا بھیجتے ہین وہ حسب رواج اسقدر کہانا بھیجتے ہین جو اُنکے کہانے

† یہہ ہندی لفظ ہے اسکو مراسی لوگ اسوقت بولتے ہین جب وہ کسی کی دعوت مین خوش ہو کر اسکو نیک نامی کی سند (یا سارٹیفکٹ) دینا چاہتے ہین-

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

مین نہ آوے اُسکو جانورون کو کہلاوین - یا دسوین حصہ قیمت کو فروخت کرین انکا تو اس کہانیسے یہہ کام نکلا اور دینیوالا برباد ہوگیا - اس واقعی بیان سے سب کسی کو یقین ہوگا کہ یہہ دعوتین صرف بیجا و بی محل اور داخل اسراف و تبذیر ہین جسکو قرآن منع کرتا ہے -

دلیل سوم یہہ کہ اُن دعوتون مین رسوم خارج از اسلام کا التزام پایا جاتا ہے اور بعضے تو خاص قوم ہنود ہی کے معمولات ہین جیسے کہانون کے بعض خصوصیات اور طعام میت کے لئے تخصص بعض اوقات اور التزام رسوم خارج از شریعت خصوصاً معمولہ کفار حرام ہے صاحب شریعت نے مخالف رسوم غیر ملت سے خواہ وہ رسوم عادات مین ہون خواہ عبادات مین خواہ امور دنیاوی سے ہون خواہ دینی سے صدہا مواضع مین منع کیا ہے جنکی تفصیل اس مقام مین دشوار ہے لہذا چند مثالون کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے -

خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب - مشکوۃ ص۳۷۲

من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا ایضاً ص۳۷۳

عن عبد اللہ رای رسول اللہ علی ثوبین معصفرین قال ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسھما - ایضاً ص۳۶۶

کان رسول اللہ یصوم یوم السبت ویوم الاحد اکثر ما یصوم ویقول انھما ایام عید للمشرکین فانا احب ان اخالفھم - مشکوۃ

(۱) آن حضرت نے فرمایا ہے مشرکونکا خلاف کرو داڑہیان بڑہاؤ اور موچہین کتراؤ - جو موچہین نہ کتروائے وہ ہم مین سے نہین -

(۲) آنحضرت نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص پر کسم کے رنگے ہوئے کپڑے دیکہے تو فرمایا کہ یہہ کفار کا لباس ہے انکو مت پہن -

(۳) آن حضرت شنبہ اور اتوار کے دن ضرور روزہ رکہتے اور فرماتے یہہ مشرکونکی عیدون ہین اسلئے مین انکی مخالفت کو پسند کرتا ہون -

اسی قسم کے اور بہت مواضع (جنمین آنحضرت نے عادات و عبادات مشرکین سے اجتناب کیا اور اجتناب کا حکم دیا) کتب حدیث مین مذکور ہین جو اسوقت ہمارے سامنے موجود ہین مگر ان سب کی نقل و تفصیل مین تطویل ہے - اور ماننیوالون کے لئے یہی چند تمثیلات بس ہین -